



نماز میں ہاتھ باندھنا

شیخ التقیہ الحدیث اساتذہ العلماء ریسل التحریر
حضرت علامہ مفتی محمد فیض احمد اویسی صاحب مدظلہ العالی

حافظ محمد کاشف اشرفی عطاری

از قلم

بہتمام

عطاری کتب خانہ، G.K.2/44، شہید مجید گھارادور،

کراچی، پاکستان فون: 0303-7234660

0303-7235442

قطب مدینہ پبلیشرز

المسرة في وضع اليدين في الصلاة تحت السرة

عرف

نماز میں نافہ کے نیچے ہاتھ رکھنا

تصنيف

حضر فيض ملت شيخ القرآن علامہ الامام محمد فیض احمد سی صاحب
مد ظله العالی

با اہتمام: حافظ محمد کاشف اشرفی عطاری

قطب مدینہ پبلشرز

G-K، 2/44 شہید مسجد کھارادر کراچی۔

فون: 0303-7234660-03037235442

مکتبہ غوثیہ بول سیل
برالی سبزی منڈی محلہ فرقان آباد
گوردارالعلوم غوثیہ راجی نمبر 5
4910584 PP: 4926110

جملہ حقوق محفوظ ہیں

| | | |
|------------|-------|--|
| نام | | نماز میں ناف کے نیچے ہاتھ رکھنا |
| مصنف | | الحاج محمد فیض احمد اویسی مدظلہ العالی |
| باہتمام | | حافظ محمد کاشف اشرفی عطاری |
| ناشر | | قطب مدینہ پبلشرز |
| اشاعت جدید | | جمادی الاخر ۱۴۲۲ھ ستمبر ۲۰۰۱ء |
| ضخامت | | ۲۴ صفحات |
| قیمت | | روپے |

قطب مدینہ پبلشرز

G-K, 2/44 شہید مسجد کھارادر کراچی۔

فون: 0303-7234660-03037235442

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله وكفى وسلام على عباده الذين اسلفوا

سيدنا محمد بن المصطفى وعلى آله واصحابه

اولى التقي والتقى - اما بعد

احناف کے نزدیک نماز میں مرد کو ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا سنت ہے اور غیر مقلدین عورتوں کی طرح سینہ پر ہاتھ باندھتے ہیں جو سر اسر غلط اور خلاف سنت ہے بلکہ بدعت ہے خیر القرون سے کہ کرتا حال کسی کا مذہب نہیں۔ سوائے ان غیر مقلدین کے صحاح ستہ کی نمبر سوم کی صحیح ترمذی شریف میں امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ وَالتَّابِعِينَ وَمَنْ يَدْرِيهِمْ (رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمْ) يَزِيدُونَ أَنَّ يَضَعُ الرَّجُلُ يَمِينَهُ عَلَى شِمَالِهِ فِي الصَّلَاةِ وَرَأَى بَعْضُهُمْ أَنَّ يَضَعُ يَدَهُ فِي السُّرَّةِ وَرَأَى بَعْضُهُمْ تَحْتَ السُّرَّةِ وَكُلٌّ ذَلِكَ وَارِثٌ عَنْهُمْ

دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھے نماز میں اور بعضوں کی رائے ہے کہ ناذ کے نیچے رکھے اور سب واسع ہے نزدیک علماء کے۔

اگر وضع علی الصدر بھی کسی کا مذہب ہوتا تو امام ترمذی اس کو بھی نقل کرتے جیسا کہ اور مذہب نقل کیے ہیں اور وضع کی ضرورت مذہب میں نہ کرتے۔ اس سے واضح ہوا کہ دہابیوں غیر مقلدین کا سینہ پر ہاتھ باندھنا بدعت ہے۔ اس مسئلہ کی توضیح کے لیے فقیر نے چند دلائل پیش کئے ہیں۔

وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم وصلى الله على حبيبہ الکسیم۔

الفقیر القادی محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ بہاولپور پاکستان۔

۱۴۱۲ھ بروز شنبہ

باب اول

دلائل احناف

حدیث نمبر ۱۔

عَنْ وَائِلِ بْنِ حَجْرٍ قَالَ
رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَضَعَ يَمِينَهُ عَلَى شِمَالِهِ تَحْتَ السُّرَّةِ
رَوَاهُ ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ بِسَنَدٍ
صَحِيحٍ وَرِجَالُهُ ثِقَاتٌ.
راوی ثقہ ہیں۔

حدیث نمبر ۲۔ ابن شاہین نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ
قَالَ ثَلَاثٌ مِنْ اخْلَاقِ
النَّبِيِّ تَعْجِيلُ الْإِفْطَارِ
وَأَخِيرُ السُّجُودِ وَضَعُ
الْيَمِينِ عَلَى الْيُسْرَى تَحْتَ السُّرَّةِ
میں سے ہیں۔ افطار میں جلدی کرنا۔
سحری میں دیر کرنا۔ نماز میں داہنا
ہاتھ بائیں ہاتھ پر ناف کے نیچے رکھنا۔

حدیث نمبر ۳۔ ابو داؤد شریف (نسہ ابن اعرابی) میں حضرت ابو داؤد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ۔

قَالَ أَبُو وَائِلٍ أَخَذْتُ الْكَفَّ
عَلَى الْكَفِّ فِي الصَّلَاةِ
تَحْتَ السُّرَّةِ۔
ابو وائل رضی اللہ عنہ سے روایت
ہے کہ نماز میں ناف کے نیچے ہاتھ
پر ہاتھ رکھنا چاہیے۔

حدیث نمبر ۴۔ دارقطنی اور عبد اللہ ابن احمد نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔

إِنَّ مِنَ السُّنَّةِ فِي الصَّلَاةِ
وَضْعُ الْيَمِينِ عَلَى الشِّمَالِ
تَحْتَ السُّرَّةِ۔
نماز میں ہاتھ پر ہاتھ رکھنا اور
ایک روایت میں ہے داہنا ہاتھ
بائیں پر رکھنا ناف کے نیچے سنت ہے۔

حدیث نمبر ۵۔ ابو داؤد (نسہ ابن اعرابی) احمد۔ دارقطنی اور بیہقی نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ۔

إِنَّهُ قَالَ السُّنَّةُ وَضْعُ الْكَفِّ
عَلَى الْكَفِّ تَحْتَ السُّرَّةِ۔
ناف کے نیچے ہاتھ پر ہاتھ رکھنا
سنت ہے۔

حدیث نمبر ۶۔ زین نے حضرت ابی جحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔

إِنَّ عَلِيًّا قَالَ السُّنَّةُ وَضْعُ
الْيَمِينِ عَلَى الْيُسْرَى تَحْتَ السُّرَّةِ۔
نماز میں ہاتھ باندھنا سنت یہ
ہے کہ ہاتھ ناف کے نیچے
رکھے۔

حدیث نمبر ۷۔ امام محمد نے کتاب الآثار شریف میں ابراہیم نخعی سے روایت کی کہ
إِنَّهُ كَانَ يَقْضِي يَدَهُ الْيُسْرَى
عَلَى يَدِهِ الْيُسْرَى تَحْتَ
السُّرَّةِ۔
آپ اپنا داہنا ہاتھ بائیں ہاتھ
پر ناف کے نیچے رکھتے تھے۔

حدیث نمبر ۸۔ ابن شیبہ نے حضرت ابراہیم نخعی سے روایت کی۔

قَالَ يَضَعُ يَمِينَهُ عَلَى شَالِهٍ
تَحْتَ السُّرَّةِ - آپ نے فرمایا کہ اپنا داہنا ہاتھ
بائیں ہاتھ پر ناف کے نیچے رکھے

حدیث نمبر ۹۔ ابن حزم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔

أَنَّهُ قَالَ مِنْ أَخْلَاقِ النَّبَوَةِ
وَضَعُ الْيَمِينِ عَلَى الشَّامِلِ
تَحْتَ السُّرَّةِ - آپ نے فرمایا داہنا ہاتھ بائیں
ہاتھ پر ناف کے نیچے رکھنا نبوت
کے اخلاق میں سے ہے۔

حدیث نمبر ۱۰۔ ابوبکر ابن ابی شیبہ نے حجاج ابن خنان سے روایت کی۔

قَالَ سَمِعْتُ أَبَا جَلْزَ وَ
سَأَلْتُهُ قُلْتُ هَ كَيْفَ يَضَعُ
قَالَ يَضَعُ بَاطِنَ كَفِّهِ يَمِينَهُ
عَلَى ظَاهِرِ كَفِّهِ شَمَالِهِ
وَيَجْعَلُهُمَا اسْفَلَ مِنْ
السُّرَّةِ اسَادَةً جَيِّدَةً
رَوَاتُهُ - میں نے ابوجلز سے پوچھا کہ نماز
میں ہاتھ کیسے رکھے آپ نے
فرمایا کہ اپنے دائیں ہاتھ کی پھیلی
بائیں ہاتھ کی پشت پر رکھے ناف
کے نیچے اس کی اسناد بہت
قوی ہے اور سارے راوی
ثقة ہیں۔

اس کے متعلق اور بہت حدیثیں پیش کی جاسکتی ہیں۔

فائدہ صرف ان پر اکتفاء کرتا ہوں۔

اگر کسی کو اتباع رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا شوق ہے تو اس کے

ہم احادیث کا ذخیرہ جمع کر دی ہیں۔ اور بعض ایسی اسطرچ صحیح مرفوع

جیسے بخاری وغیرہ کی اگر کوئی کتاب پر سنت تو اسے یقین ہو کہ یہ عشق جہنم میں لے
جائے گا اور ویسے سینہ پر ہاتھ رکھنے کی روایات اس کی محبوب کتاب (بخاری وغیرہ)

میں بھی نہیں اور جو ہم نے احادیث پیش کی ہیں یہ کتابیں امام بخاری کے ساتھ
کی ہیں۔ سچا عشق ہے تو مان لو ورنہ ضدی کا علاج ہمارے ہاں نہیں ہے۔

باب نمبر ۲۔

سوال و جواب

غیر تقلیدین کے پاس سینہ پر ہاتھ باندھنے کی صحیح روایت صحاح کی تین صحیح
ترین بخاری و مسلم و ترمذی میں نہیں ملی۔ اس سے ان کا وہ دھوکہ سامنے آگیا کہ
اسنڈت عوام کو کہتے ہیں کہ ہم تو صرف بخاری کی صحیح حدیث چاہتے۔ اس کے
علاوہ انہیں کسی دوسری احادیث کی کتب سے بھی صحیح مرفوع حدیث نہیں
ملی صرف ابوداؤد پر غلط سہارا کیا تو وہ بھی۔ ہم نے تو رد کیا۔ اب حدیث
کے عشق کا حق یہ تھا کہ جو روایات ہم نے پیش کی ہیں سنداً صحیح بھی ہیں اور
بعض ان میں ضعیف ہیں تو بقاعدہ اصول حدیث حسن بغیرہ ہیں لیکن اس کے
برعکس سوالات کھڑے کئے اور وہ بھی لو لے لنگڑے۔ یا کسی حدیث سے
استدلال کیا تو غلط۔ چند نمونے ملاحظہ ہوں۔

ابوداؤد شریف میں ابن جریر حلبی نے اپنے والد سے روایت کی۔

قَالَ رَأَيْتُ عَلِيًّا يُسَلِّطُ - میں نے حضرت علی مرتضیٰ کو دیکھا کہ

شمالاً یَمِينَهُ عَلَى الرَّسْمِ - آپ نے بایاں ہاتھ داہنے ہاتھ سے

فوق السُّرَّةِ - کلائی پر پکڑا ناف کے اوپر۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ ناف کے اوپر ہاتھ باندھتے تھے۔

جواب ۱۲۔ غیر مقلدین کی عادت ہے کہ روایت ادھوری نقل کرتے ہیں۔ یہاں بھی حدیث مکمل نہیں لکھی اس کے بعد مفصل یہ ہے (نسخہ ابن اعرابی) میں روایت یوں ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ رَوَى عَنْهُ
سَعِيدُ ابْنِ جُبَيْرٍ قُوتُ
السُّرَّةِ وَرَوَى عَنْ ابْنِ هُرَيْثٍ
وَلَيْسَ بِأَلْفَوْيٍ۔
ابوداؤد نے فرمایا کہ سعید ابن
جبر سے ناف اوپر کی روایت
ہے ابوجہاد نے ناف کے نیچے
کی روایت کی۔ ابی ہریرہ سے
بھی یہ روایت ہے مگر یہ کچھ
قوی نہیں۔

انتباہ | زیر ناف یا ناف کے اوپر ہاتھ باندھنے کی احادیث مروجہ
ابوداؤد کے نسخوں میں نہیں ابن اعرابی والے ابوداؤد کے
نسخوں میں موجود ہیں جیسا کہ حاشیہ ابوداؤد میں اس کی تصریح ہے۔ اسی نسخے
سے فتح القدیر نے روایات کیں۔

بہر حال دہا بیہ کی پیش کردہ ابوداؤد کی حدیث میں تعارض واقع ہو گیا۔
اور ان تمام متعارض روایتوں کو خود ابوداؤد نے ضعیف فرمایا۔ تعجب ہے کہ
غیر مقلدین ابوداؤد کی ضعیف حدیث سے استدلال کریں تو جائز اگر ہم کسی حدیث
سے استدلال کریں جو ضعیف تو ہو لیکن اس کی کسی دوسری حدیث سے تائید
مل جائے اور وہ حسن یغزہ کا درجہ پا جائے تب بھی ناجائز اسے کہتے ہیں سید زوریؒ
”یجوز لنا لا یغزنا“ ہمارے لیے دوسروں کے

جواب نمبر ۱۲۔ غیر مقلدین نے سوال میں ضعیف حدیث پیش کی۔ ہم نے
اس کے مقابلہ میں ایک اور روایت پیش کر دی تو باقاعدہ علم الناظرہ ان کی پیش کردہ
روایت قابل حجت نہ رہی پھر ایک اور قاعدہ پر عمل کیا گیا وہ قاعدہ یہ ہے کہ
جب حدیث میں تعارض ہو تو قیاس سے ترجیح ہوتی ہے۔ قیاس چاہتا ہے کہ
زیر ناف والی احادیث قابل عمل ہوں۔ کیونکہ سجدہ۔ رکوع۔ التہیات کی نشست
سب میں ادب ملحوظ ہے تو چلیئے کہ قیام میں بھی ادب ہی کا لحاظ رہے زیر ناف
ہاتھ باندھنا ادب ہے سینے پر ہاتھ رکھنا بے ادبی گو یا کسی کو کشتی کی دعوت دینا ہے
جواب نمبر ۱۳۔ یہ صرف غیر مقلدین کی ضد توڑنے کے لیے قاعدہ نمبر ۱۲
عرض کیا ہے۔ ورنہ ہم نے جواب اول میں روایات پیش کی ہیں۔ ان میں بعض
توسنداً صحیح ہیں ان میں بعض مُرسل ہیں جو شرعاً قابل حجت ہیں۔ اگرچہ
صحاح ستہ میں نہ سہی تو ہم اہلسنت احادیث کے عُشاق ہیں۔ غیر مقلدوں کی
طرح بخاری پرست یا صحاح ستہ پرست نہیں ورنہ ظاہر ہے کہ اس کے بارے میں
امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے صرف یہ فرمایا۔

دِرَای بَعْضُہُمْ اَنْ
یَضَعُہَا فَوْقَ السُّرَّةِ
وَرَاۤی بَعْضُہُمْ اَنْ یَضَعُہَا
تَحْتَ السُّرَّةِ وَکُلُّ ذَٰلِکَ
وَاسِعٌ عِنْدَہُمْ۔
بعض علماء کی رائے یہ ہے کہ
ہاتھ ناف کے اوپر رکھے۔ بعض
کی رائے یہ ہے کہ ناف کے
نیچے رکھے ان میں سے ہر ایک
جائز ہے۔ اُن کے نزدیک اگر
امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کو سینے پر ہاتھ باندھنے کی کوئی حدیث
ملتی تو ضرور نقل فرماتے۔ صرف علماء کی رائے کا ذکر نہ فرماتے۔

انتباہ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ تک تو کسی مجتہد کا مذہب نہیں کہ سینہ پر ہاتھ رکھ کر نماز پڑھی جائے بعد کو نامعلوم یہ مذہب کس کا ہے بلکہ ہماری تحقیق یہ ہے کہ غیر مقلدین کی طرح یہ مسئلہ بھی تیرھویں صدی کی پیداوار ہے جو مراسر بدعت ہی بدعت ہے۔ اسی لیے فقیر کی تحقیق حق ہے کہ غیر مقلدین بدعتی اور ان کے اکثر مسائل مجموعہ بدعات ہیں تفصیل دیکھئے فقیر کی کتاب۔

”وہابی دیوبندی بدعتی ہیں“

خاتمہ :- الحمد للہ ہم المسند (احناف) عشاق حدیث کو صاحب حدیث صلے اللہ علیہ وسلم میں کہ جہاں بھی صحیح سند کے ساتھ روایت مل جائے اس پر عمل کرتے ہیں وہ صحیح بخاری ہو یا کوئی اور کتاب۔ غیر مقلدین کی طرح ہم کتاب پرست نہیں کہ صرف اپنے نفس کی اتباع میں کہیں کہ بخاری میں حدیث دکھاؤ یا صحاح ستہ میں وغیرہ وغیرہ۔

نماز میں ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کی ہم نے متعدد روایات باب اول میں ملاحظہ ذکر کی ہیں۔ وہ سننات کے لحاظ سے صحیح اور مستند ہیں مثلاً ہماری ایک روایت کی سند ملاحظہ ہو۔ (مصنف ابن شیبہ) (استاذ بخاری و مسلم) کی سندوں سے۔

حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ مُوسَى
بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ عَلْقَمَةَ
بْنِ حَجَّابٍ عَنْ أَبِيهِ
قَالَ سَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ
وَضَعَ يَمِينَهُ عَلَى شِمَالِهِ
فِي الصَّلَاةِ تَحْتَ السُّرَّةِ
مُوسَى بْنُ عُمَيْرٍ سَمِعَ مِنْ أَبِيهِ
عَلْقَمَةَ بْنَ حَجَّابٍ سَمِعَ مِنْ أَبِيهِ
قَالَ سَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ
وَضَعَ يَمِينَهُ عَلَى شِمَالِهِ
فِي الصَّلَاةِ تَحْتَ السُّرَّةِ

یہ حدیث صحیح امام مسلم کی شرائط پر مروی ہے۔ اور اسکے راوی نہایت ثقہ اور جید ہیں۔ مثلاً

وکیع ابن جراح ابن ملیح سے روایت (بغیر الراء و ہمزہ پھر جملہ) ابوسفیان کو فی ثقہ حافظ عابد سے کہا راسخ سے اور موسیٰ ابن عمیر تمیمی غفری کو فی ثقہ کہا راسخ سے ہے (تقریباً) اسی لئے حضرت شیخ قاسم فطو بلغا حنفی رحمہ اللہ نے تخریج

احادیث الاعتقاد میں اس حدیث کی نقل کے بعد فرمایا ۔

هَكَذَا سَنَدٌ جَيِّدٌ وَكَيْفَ
أَحَدًا أَعْلَمَ وَ مُوسَى بْنُ
عُمَيْرٍ وَ لَقَدْ أَبُو حَاتِمٍ
وَرَى عَنْهُ النَّسَائِيُّ وَ عَلَقَمَةُ
وَقَدْ أَخْرَجَ عَنْهُ الْبُخَارِيُّ
رَفَعُ الْيَدِيِّنَّ وَ مُسْلِمٌ
رَفَعُ صَمِيعَةَ وَ الْعُلَمَاءُ
الْأَرْبَعَةُ وَ لَقَدْ
ابْنُ جَبَانَ

یہ سند جدید ہے۔ وکیع ایک
بڑے مشہور علما میں سے ہے
اور موسیٰ بن عیمر کو الباقی نے توفیق
کی ہے اور نسائی نے اس سے
روایت کی ہے اور علقمہ سے
بخاری نے رفع الیدین روایت
کی ہے۔
اور مسلم نے اپنی صحیح میں اور علما
اربعہ نے نیز نکالا ہے اور جبان نے
اسکی توفیق کی ہے۔

(سوال) تمہاری بیان کردہ حدیث میں علقمہ شرط مسلم پر صحیح نہیں اس لیے علقمہ
تو اپنے باپ کی وفات کے چھ ماہ بعد کو پیدا ہوا جیسا کہ امام ترمذی رحمہ اللہ نے
علی کبیر میں لکھا کہ سألت البخاری هل سمع علقمہ عن
ابیہ قال ولد علقمہ بعد موت ابیہ بستہ
اشهر۔

میں نے امام بخاری رحمہ اللہ سے پوچھا کہ کیا علقمہ نے اپنے باپ سے
حدیث سنی تھی آپ نے فرمایا تھا کہ علقمہ تو اپنے باپ کی موت کے چھ ماہ بعد کو
پیدا ہوا ہے۔

(جواب) علقمہ بن جحر کو فی صدوق میں امام مسلم نے باب وضع یدہ الیمنی
علی النیسری میں علقمہ کی روایت اس کے باپ سے بیان کی ہے امام

مسلم کی روایت ملاحظہ ہو۔

حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ حَرْبٍ
قَالَ نَاعِفَانُ قَالَ نَابِغَامُ
قَالَ لَنَا مُحَمَّدُ بْنُ
حِجَارَةَ قَالَ حَدَّثَنِي
عَبْدُ الْجُبَّارِ بْنُ وَائِلٍ
عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَائِلٍ
وَمَوْلَى هُمَّانٍ
أَخْبَرَهُ عَنْ أَبِيهِ
وَائِلِ بْنِ جَحْرَانَ
رَوَى النَّبِيُّ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
رَفَعَ يَدَيْهِ حِينَ
دَاخَلَ فِي الصَّلَاةِ
كَبَّرَ وَصَفَّ هَمَامٌ
حَيْالَ أَذْنَيْهِ ثُمَّ
التَّحَفُ بِثَوْبِهِ ثُمَّ
وَضَعَ يَدَهُ الْيُسْرَى عَلَى الْيُسْرَى

ہمیں زبیر بن حرب نے حدیث
بیان کی انہوں نے فرمایا کہ ہمیں
عفان نے بیان کی انہوں نے
کہا کہ ہمیں ہمام نے بیان کی انہوں
نے فرمایا کہ ہمیں محمد بن حجارہ
نے بیان کی۔ انہوں نے فرمایا
کہ ہمیں عبد الجبار بن وائل نے
علقمہ بن وائل سے بیان کی ان
کے موالی سے دونوں وائل بن
جحر سے بیان کرتے ہیں کہ وائل
نے دیکھا جاب رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم کو کہ جب نماز میں
داخل ہوئے رفع الیدین اور تکبیر
کی ہمام نے رفع الیدین کی کانوں
تک اٹھانیکا بیان کیا پھر
ہاتھوں کو کپڑے میں لپیٹا پھر اپنے
ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھا۔

فائدہ: سوال میں سرسردھو کہ دیا گیا کہ یہ حدیث علی شرط مسلم پر نہیں جبکہ
خود امام مسلم نے اپنی سند میں علقمہ کو اپنے باپ سے روایت کی تصریح فرمائی
نیز اس سے یہ بھی ثابت ہوا تکبیر تحریر کے وقت ہاتھ کانوں تک لیجانے

چاہیں نہ کہ عورتوں کی طرح کاندھوں تک نہ کہ غیر مقلدین کی طرح عورتوں کے طریقہ پر کہ ہاتھ کاندھوں تک لے جاتے ہیں۔

(جواب) علل کبیر کا حوالہ بھی غلط ہے اس لئے خود امام ترمذی رحمہ اللہ اپنی کتاب ترمذی شریف کے باب مَا جَاءَ فِي الْمَرْقَةِ إِذَا اسْتَكْرَهَتْ عَلَى الزَّيْنَاءِ میں علقمہ ابن وائل عن ابیہ حدیث نکالی ہے کہا ہے۔
هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ صَحِيحٌ وَعَلَقْمَةُ
بْنِ وَائِلٍ ابْنُ حَجَّزٍ سَمِعَ مِنْ أَبِيهِ وَهُوَ
أَكْبَرُ مِنْ عَبْدِ الْجُبَّارِ وَائِلٌ وَ عَبْدِ الْجُبَّارِ ابْنُ
وَائِلٍ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ أَبِيهِ۔

یہ حدیث حسن غریب صحیح ہے اور علقمہ بن حجر نے اپنے باپ سے حدیث سنی ہے اور یہ علقمہ عبدالجبار بن وائل سے بڑا ہے ہاں عبدالجبار بن وائل نے اپنے سے حدیث نہیں سنی۔

(فائدہ) ممکن ہے علل کبیر میں عبدالجبار کے علقمہ کا تبیین نے لکھ دیا ہو کہ چونکہ یہ کیلئے ہو سکتا ہے صحیح ترمذی میں علقمہ عن ابیہ سے سند بیان کریں اور علل کبیر میں اسے چھ ماہ بعد کو پیدا ہونے والا بتائیں ہمارے جیسے عام آدمیوں سے تو ایسی غلطی ممکن ہے۔ اتنے بڑے امام حدیث سے غلطی کے امکان کا تصور ہی نہیں ہو سکتا جبکہ امام ترمذی کے قوت حافظ کا مخالفین کو بھی اعتراف ہے۔

لطیفہ ۱۔ لفظ غریب سے شاید کوئی بیوقوف نہ بول اٹھے کہ پھر بھی یہ حدیث غریب (اکرور) ہے نہ۔ تو اس بے عقل کو سمجھادیں کہ یہاں غریب بمعنی کمزور نہیں جیسا شبلی نعمانی نے سیرۃ النبی میں لکھ مارا۔ بلکہ حدیث غریب امام ترمذی

کا ایک اصطلاحی لفظ ہے جو باعتبار خصوصیت اس کے اسے غریب کہہ دیتے ہیں ورنہ حقیقت یہ ہے کہ وہ حدیث صحیح ہوتی ہے جیسے اسی سند میں دیکھ لیں کہ اس روایت کو غریب کہہ کر صحیح بتایا (فانہم)

روایات صحیحہ جنہیں غیر مقلدین بھی

غیر مقلدین کا استدلال مانتے اور ان سے اپنا استدلال

کرتے ہیں ان میں صرف نماز میں دایاں ہاتھ بائیں کا ذکر ہے غیر مقلدین نے از خود اسے سینہ پر ہاتھ رکھنے کی بدعت نکالی ہے ان روایات کے نمونے ملاحظہ ہوں۔

۱۔ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ كَانَ النَّاسُ يَوْمُؤُونَ أَنَّ يَضَعُ الرَّجُلُ الْيَدَ الْيُسْنَى عَلَى ذِرَاعِيهِ فِي الصَّلَاةِ وَقَالَ أَبُو حَازِمٍ وَلَا أَعْلَمُ إِلَّا يُمْنَى ذِلْفَ إِلَيْهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ (رواہ البخاری)
ترجمہ۔ ابو حازم نے سہل بن سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ لوگوں کو حکم تھا کہ وہ نماز میں اپنا سیدھا ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھیں اور مجھے معلوم ہے کہ یہ حدیث حضور علیہ السلام کی طرف ہی منسوب ہے۔

۲۔ عَنْ هَلَبِ الطَّائِرِ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَّنًا فَيَأْخُذُ شِمَالَهُ بِيَمِينِهِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ حَلَبٌ حَسَنٌ وَفِي الْبَابِ عَنْ وَائِلِ بْنِ حَجَّزٍ وَ عَطِيفِ بْنِ الْحَارِثِ وَ ابْنِ عَبَّاسٍ وَ ابْنِ مَسْعُودٍ

رضی اللہ عنہ

ترجمہ: حضرت بلبن بن طاہر فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری امامت کرتے تو بایں ہاتھ کو دائیں ہاتھ سے پکارتے تھے ایسے امام ترمذی نے روایت کیا اور فرمایا یہ حدیث حسن ہے وغیرہ وغیرہ۔

فائدہ: اس طرح دوسری روایات میں (باختلاف الفاظ) ہے ان سبب کا خلاصہ یہی ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز میں دایاں ہاتھ بایں پر رکھتے تھے ان روایات میں نہ سینہ پر رکھنے کی تصریح ہے نہ ناف کے اوپر کا نہ نیچے کا۔ اصول حدیث وغیرہ ایسی روایات کو مجمل کہا جاتا ہے جنہیں دیگر روایات اگرچہ ضعیف بھی یا اقوال و اعمال صحابہ رضی اللہ عنہم سے بیان کی ضرورت ہے یا مجتہدین و علمائے زاہدین کے اجتہاد کی ضرورت ہوتی ہے اپنی طرف سے ڈھکوسلہ مارنا دین میں تحریف ہے۔

احناف اہلسنت کی یہ سعادت نصیب ہوئی اہلسنت کا بیڑا پار ہے کہ ان اجمالی روایات کا بیان احادیث صحیحہ سے حاصل کیا جسکا تفصیلی بیان گزرا اور دس احادیث باب اول میں فقیر نے لکھیں اور غیر مقلدین کے پاس سوائے ڈھکوسلہ بازی کے کچھ نہیں۔

سوال: صحیح ابن خزیمہ میں سینہ پر ہاتھ رکھنے کی تصریح ہے حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ سَأَلْتُ عَنْهُ فَرَأَيْتُهُ يُمْسِكُ بِيَمِينِهِ يَمِيْنَهُ وَبِأُخْرَى يَمِيْنِهِ يَمِيْنَهُ۔

جواب: علم حدیث کا قاعدہ ہے۔ حکایت الْفَعْلُ لَا تَعْمُو۔

فعل کی حکایت عمومی حکم نہیں ہوتا بلکہ وہ ایک قسم کے جواز کی دلیل ہے اور دلیل جواز سنت نہیں ہمارا سوال تو یہی ہے کہ حضور علیہ السلام کی دائمی سنت ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کا ہے اور سلمان کو تو نبی علیہ السلام کی سنت چاہیے نہ کہ جواز۔ جواز تو اس لیے ہوتا ہے کہ امت مرحومہ پر وہ عمل واجب نہ ہو جائے جیسے احادیث کے اسرار اور نبوت کے رموز کو جاننے والے جانتے ہیں کہ حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی جو عبادت و مواظبت کے طور ادا فرماتے وہ اللہ تعالیٰ کو ایسی پسند تھی کہ امت پر واجب فرمادیتا جیسے تراویح کے متعلق خود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انہما خیال فرمایا اسی لیے آپ کی عادت کریمہ تھی کہ جس فعل کو دائماً رکھنا چاہتے تو اسکے لیے جواز اور دوسری صورت اختیار فرما لیتے۔ تاکہ وہ فعل وجوب سے بچ کر دائمی سنت بن جائے جیسے یہاں ہوا کہ ایک بار سینہ پر ہاتھ رکھ کر نماز ادا فرمائی اسکے بعد ہمیشہ ہمیشہ تک چھوڑ دیا۔

فائدہ: جو عمل متروک ہو کر دوسرا عمل متعین ہو جائے تو باصطلاح صحابہ وہ فعل بدعت کہلانا ہے جیسے ماہرین حدیث کو معلوم ہے۔

سوال: جواز تو ثابت ہو گیا تم نے اسے ڈھکوسلے سے تعبیر کیا ہے۔

جواب: جواز فعل اور بات ہے سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور اسی لیے الحمد للہ ہم سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل کرتے ہیں اور تم جوازی ہوئے پھر عمل بالحدیث کا تمہارا دعویٰ کہاں گیا۔

قاعدہ: جس جواز کو حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم دائماً ترک فرمادیں وہ عملی طور پر منسوخ ہوتا ہے اسکی دلیل کی ضرورت نہیں اس لیے کتب

احادیث میں کسی بھی حضور علیہ السلام کا ایک دوبار کے بعد سینہ پر ہاتھ کا عمل ثابت
پھر صحابہ کرام جو نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سب سے مضبوط ترین عامل
بالحدیث تھے۔ ان سے یہ فعل بھی صادر نہیں ہوا بلکہ انکا دائمی عمل و قول ناف
کے نیچے ہاتھ باندھنے کا ہے۔ باب اول میں روایات نقل کر چکا ہوں انما للہ
چند حاضر ہیں۔

إِنْ كَلِمًا قَالَ مِنْ سُنَّةِ الصَّلَاةِ وَضَعَ الْاَلَفَ
عَلَى الْاَلَفِ تَحْتَ كَسْرَةِ رَوَاهُ أَبُو بَكْرٍ ابْنُ
أَبِي شَيْبَةَ وَ أَبُو دَاوُدَ وَالْإِسْنَدُ فُطْنِي وَ الْبَيْهَقِي
وَدَرْزِي وَ فِي رِوَايَةٍ مِنْ السُّنَّةِ وَضَعَ الْاَلَفَ
عَلَى الْاَلَفِ تَحْتَ السُّقْرِ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ عَنْ
أَبِي مُرَيْقَةَ إِنَّهُ قَالَ وَضَعَ الْاَلَفَ عَلَى الْاَلَفِ
تَحْتَ السُّقْرِ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ عَنْ جَاحِجِ بْنِ حَبَّانَ
إِنَّهُ قَالَ سَأَلْتُ أَبَا جَحْنٍ كَيْفَ يَضَعُ قَالَ يَضَعُ
بِاطْنِ كَفِّ يَمِينِهِ عَلَى ظَاهِرِ كَفِّ شِمَالِهِ
يَجْعَلُهُمَا تَحْتَ السُّقْرِ رَوَاهُ ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ
پھر تیسری جو تھی صدی تک اسکا کوئی جواز نہیں ملتا کسی نے سینہ پر ہاتھ
رکھ کر نماز پڑھی۔ امام ترمذی اپنی صحیح ترمذی میں احادیث کی روایت کے
بعد اپنے زمانہ تک کے مذاہب اور ائمہ اور انکے اقوال بیان کرتے ہیں تو
ان میں صرف تحت الرقہ و فوق الرقہ کی تصریح فرمائی سینہ پر ہاتھ رکھنے کے متعلق
کسی صحابی تابعی اور امام کا نام نہیں لکھا۔ انکی عبارت فقیر پہلے لکھ چکا ہے
بلکہ انکے بعد تاحال کسی کا قول عمل نہیں سوائے ان و باہر غیر مقلدین کے اسی
لیے تو میں نے لکھا کہ یہ بدعتی ہیں۔

قاعدہ :- صحابہ کرام و تابعین عظام کی عادت تھی کہ جو عمل متروک یا منسوخ
ہو جائے وہ اسے بدعت سے تعبیر کرتے اور عامل کو بدعتی اسکی کتب احادیث
میں بے شمار مثالیں موجود ہیں اس سے ثابت ہوا کہ وائل ابن حجر رضی اللہ عنہ والی
روایت متروک ہو چکی جس کی تفصیل اوپر مذکور ہوئی اب اس عمل کو بدعت (مذکورہ)
اور اس کے عاملین کو بدعتی کہنا ہمارا حق ہے۔

سوال :- امام شافعی رحمہ اللہ کے سینہ پر ہاتھ باندھنے کے قابل ہیں تم کہتے ہو
کوئی اسکا عامل نہیں امام شافعی کا ائمہ مجتہدین میں بہت بڑا مقام ہے
جواب :- امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا اجتہاد حق لیکن مبنی برخطا جیسا کہ اصول
فقہ کا قاعدہ ہے علاوہ ازیں امام نووی رحمہ اللہ نے اسکا اس قول سے
رجوع ثابت فرمایا ہے چنانچہ شرح مسلم میں ہے

وَجَعَلَهُمَا تَحْتَ صَدْرِهِ فَوْقَ السُّقْرِ هَذَا
مَذْهَبُ الْمَشْهُورِ وَ بِهِ قَالَ الْمَجْهُورُ وَ قَالَ أَبُو
حَنِيفَةَ وَ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ وَ إِسْحَاقُ بْنُ رَافِعٍ
وَ ابُو اسْحَقِ الْمُرُوزِيُّ مِنْ أَصْحَابِنَا يَجْعَلُهُمَا
تَحْتَ سُرَّتِهِ وَ عَنْ عَلِيٍّ ابْنِ أَبِي طَالِبٍ
رَوَاتَانِ كَالْمَذْهَبَيْنِ وَ رَوَايَةٌ ثَلَاثَةٌ إِنَّهُ
مُخَيَّرٌ بَيْنَهُمَا وَلَا تَرْجِيئُهُ وَ بِهَذَا قَالَ
الْأَدْرَاعِيُّ وَ ابْنُ الْمُنْذَرِ وَ عَنْ مَالِكٍ رَوَاتَانِ
أَهْدَاهُمَا وَضَعَهُمَا تَحْتَ صَدْرِهِ وَ الثَّانِيَةَ
يُرْسِلُهُمَا وَلَا يَضَعُ أَحَدُهُمَا عَلَى الْآخَرِ
فلهذا رواية جمهور اصحابه و هي مذهب
الليث ابن سعد و عن مالك استحباب لوضع

فِي النَّفْلِ وَالْأَمْرِ سَالٍ فِي الْفَرْضِ وَ هُوَ الدَّعَى رَجْدُ
الْبَصِيَّ يُولُ وَأَصْحَابِهِ۔

اور دونوں ہاتھوں کو نیچے سینے کے اور اوپر ناف کے رکھے۔ یہ ہمارا مذہب
مشہور ہے اور اس کے قائل ہیں جمہور اور ابو حنیفہ اور سیفان ثوری اور اسحق بن
راہویہ اور ابواسحق مروزی شافعی نے کہا ہے کہ نیچے ناف کے دونوں ہاتھوں کو
رکھے اور علی ابن ابی طالب سے دور وائیں ہیں دونوں ہاتھوں کی طرح اور احمد سے
دور وائیں ہیں دونوں ہاتھوں کی طرح اور روایت تیسری ہے کہ ہمارے خیر ہے میان
دونوں کاموں کے اور ترجیح نہیں اور اس مذہب کا قابل اوزاعی اور ابن منذر ہے
اور مالک سے دور وائیں ہیں ایک یہ کہ دونوں ہاتھوں کو سینے کے نیچے
رکھے اور دوسری یہ کہ دونوں ہاتھوں کو چھوڑ دے اور ایک کو دوسرے پر رکھے
اور یہ روایت جمہور اصحاب مالک کی ہے اور یہی مذہب لیسٹ ابن سعد کا ہے
اور مالک سے روایت ہے کہ نفل میں ہاتھ پر ہاتھ رکھنا مستحب ہے اور
فرض میں چھوڑ دینا اور اسکو بصر لول نے مالک سے ترجیح دی ہے۔

فائدہ :- امام نووی کی تصریح سے معلوم ہوا کہ کسی مجتہد کا مذہب وضع علی
الصدر نہیں نہ قبل شافعی نہ بعد بلکہ امام شافعی بھی قول مشہور میں اجماع سے اتفاق
رکھتے ہیں اور مذہب صرف ان تین امروں میں منحصر ہے۔ وضع یا ارسال
وضع یا تحت سرہ یا فوق سرہ۔

دعوت انصاف | فقیر نے بھر لور دلائل سے ثابت کیا ہے کہ
غیر مقلدین کا سینے پر ہاتھ رکھ کر نماز پڑھنا غلط
محض اپنی ڈاڑھ اینٹ کی مسجد کھڑی کرنے کی کوشش کی ہے تو غلط ہے اور
اسی بدعت سیئہ کے مرتکب ہوئے ہیں جسے اسلام میں کسی نے قبول نہیں
کیا۔ اس بخیریت سے کہ وہ خود اقرار کریں کہ وہ اہل بدعت (بدعتی) ہیں ورنہ عوام

اہل اسلام پر لازم ہے کہ وہ انہیں بجائے ائمہ حدیث کے دعویٰ کے اہل بدعت
نام رکھنے پر مجبور کریں۔

سوال :- تمہارے بیان کردہ روایت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ میں ایک
راوی۔

(جواب :-) عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ إِسْحَاقَ بْنِ الْحَارِثِ الْوَاسِطِيُّ أَبُو
شَيْبَةَ وَ يُقَالُ كُوْنِي ضَعِيفٌ مِنْ السَّابِعَةِ
ہے اور ضعیف روایت سے حجت کسی۔

(جواب :-) یہ جرح اجمالی ہے اور جرح اجمالی یوں ہے کہ جرح کا کوئی سبب
نہیں اور جرح اجمالی باتفاق قول نہیں۔

(جواب :-) یہ حدیث اگرچہ ضعیف ہے لیکن متروک العمل نہیں کیونکہ کوئی حدیث
صحیح الاسناد اسکی معارض نہیں تاکہ متروک بنے۔

عبد الرحمن بن اسحاق واسطی امام صاحب ابو حنیفہ کے بعد پیدا ہوا ہے
تو اسکا ضعف امام صاحب کے مذہب کی قوت کو مضر نہیں کیونکہ ضعف
سند امام صاحب کے بعد پیدا ہوا۔ روایت مذکور امام صاحب کو صلح سند سے
ملی تھی۔

بیان کا مجمل کی قوت میں ہونا واجب نہیں تو حدیث ضعیف مجمل صحیح کا
بیان واقع ہو سکتی ہے جیسے خبر واحد مجمل قطعی کے بیان کے لیے صلاحیت رکھتی
ہے اور قاعدہ ہے حدیث مروی باسانید ضعیفہ کی وجہ سے ضعف سے
نکل کر حسن لغیرہ کے درجہ کو پہنچتی ہے۔

سوال :- تمہاری پیش کردہ بعض روایات مرسل ہیں اور مرسل روایات
نا قابل حجت ہیں۔

جواب :- یہ بھی وہی غیر مقلدانہ دھوکہ ہے ورنہ اصول حدیث میں وضع دلائل

سے ثابت ہو چکا ہے کہ مرسل مطلقاً امام اعظم و امام مالک و امام احمد وغیرہ ائمہ کے نزدیک مجتہد ہے۔

فِي شَرْحِ نَجْمَةِ الْفَكَرِ قَالَ الْمَالِكُ فِي الْمَشْهُورِ عَنْهُ إِنَّهُ صَحِيحٌ وَأَبُو حَنِيفَةَ وَطَائِفَةٌ مِنْ أَصْحَابِهِ وَغَيْرُهُمْ مِنْ أَيْمَةِ الْعُلَمَاءِ كَأَمَدٍ فِي الْمَشْهُورِ عَنْهُ إِنَّهُ صَحِيحٌ بِحُجَّتِهِ بِبَنٍ مُكَرَّمٍ ابْنُ حَرْبٍ رِجَالُ التَّابِعِينَ بِأَسْرِهِمْ عَلَى قَبُولِهِ وَ إِنَّهُ لَمْ يَأْتِ عَنْهُمْ أَنْكَارٌ وَلَا عَنْ وَاحِدٍ مِنْ أَكْبَمَةِ بَعْدِهِمْ إِلَى رَأْسِ الْمَاشِيَةِ الَّذِينَ هُمْ مِنَ الْقُرُونِ الْفَاضِلَةِ الْمَشْهُورُ لَهَا مِنَ الشَّارِعِ صَلَاحٌ بِالْخَبَرِيَّةِ وَبِالْعَمَلِ بَعْضُ الْقَائِلِينَ بِقَبُولِهِ فَقَوَاهُ عَلَى السَّنَدِ مَعْلُومٌ بَانَ مِنْ أَسْنَدٍ فَقَدْ أَحَالَكَ وَمِنْ أَحَالَكَ فَقَدْ تَكَمَّلَ لَكَ إِنْ شَاءَ اللَّهُ وَفِيهِ أَيْضًا وَقَوْلُ الشَّافِعِيِّ يَقْبَلُ أَنْ يُعْتَصَدَ بِحُجَّتِهِ مِنْ وَجْهِ آخَرٍ الطَّرِيقُ الْأَوَّلُ بَانَ يَكُونُ شَيْئُهُمَا مُتَخِلِّفَةً سَوَاءٌ كَانَ مُسْنَدًا أَوْ مُرْسَلًا أَوْ يُعْتَصَدُ بَانَ أَفْتَى عَوَامُ أَهْلِ الْعِلْمِ بِمَعْنَاهُ إِذَا كَانَ الْمَرْبُ مُتَصِفًا مِنْ كِبَائِرِ التَّابِعِينَ لَيْسَتْ بِإِحْتِمَالٍ كَوْنُ الْخُذُوفِ تَقْتَضِي الْأَمْرَ فَإِنْ قِيلَ إِذَا عْتَصَدَ بِمُسْنَدٍ فَلَا مُسْنَدَ هُوَ وَلَا الْمُرْسَلُ قِيلَ إِنَّ الْمُرْسَلَ أَقْوَى بِالْمُسْنَدِ وَبَانَ بِهِ قُوَّةُ السَّاقِطِ وَصَلَا حَيْثُ لَمْ يَحْتَجَاجَ إِذَا

الْمُسْنَدُ قَدْ يَكُونُ ضَعِيفًا وَقِيلَ هُمَا كِلَاؤَانِ إِذَا الْمُسْنَدُ كَلِيلٌ بِرَأْسِهِ وَالْمُرْسَلُ كَلِيلٌ بِرَأْسِهِ وَالْمُرْسَلُ يَعْتَصَدُ وَ يَصِيرُ دَلِيلًا آخَرَ فَيَتَوَخَّجُ بِهِمَا الْخَبَرُ عِنْدَ مَعَارَضَةٍ خَيْرٌ آخَرَ لَيْسَ لَكُمَا طَرِيقٌ سَوِي سُنْدٌ۔

شرح نجمہ میں ہے مالک سے مشہور یہ ہے کہ مرسل صحیح ہے اور ابو حنیفہ اور ایک اور طاغیہ اسکے اصحاب سے اور ائمہ علماء جیسا کہ امام احمد اس سے بھی مشہور ہے کہ مرسل صحیح محتج بہ ہے بلکہ ابن جریر نے سب تابعین کے اجماع نقل کی ہے کہ مرسل مقبول ہے اور نہ تابعین سے اور نہ کسی امام سے ائمہ من بعد تابعین سے انکار آیا ہے وہ سو برس کے یوں لوگ قرون فاضلہ مشہور لہا بالخیر تینہ شارع کی جانب سے اور بعض علماء جو مرسل کو قبول کرتے ہیں وہ مرسل کو مسند پر قوی جانتے ہیں بدلیل آنکہ جس نے مسند ذکر کے اس نے نتیجہ کو حوالہ دے دیا اور جس نے تہجد کو حوالہ دیا پس ضامن تیرا ہو گیا۔

اسی شرح نجمۃ الفکر میں ہے۔ شافعی نے کہا کہ مرسل اگر کسی طریق سے تائید کی جاوے تو قبول کی جاتی ہے کہ وہ طریق پہلے طریق سے سہا بن ہوا اس طرح سے کہ شیوخ دونوں کے مختلف ہوں عام اس سے کہ مسند ہو یا مرسل یا قوۃ پاوے اس طرح کہ عوام اہل علم موافق مضا اسکے فتوے دیوں جیکہ مرسل کبار تابعین سے مروی ہو تاکہ محذوف کے ثقہ ہونے کا احتمال نفس الامری مزج ہو جائے اگر کہیں کہ جب مرسل نے مسند سے قوت پائی تو حجتہ مسند ہے مرسل کی کیا حاجت ہے جواب میں کہا گیا۔ مرسل نے مسند کے ساتھ قوت پائی اور ساقط کا قوی ہونا اس سے ہوا اور احتجاج کے لائق ہوا کیونکہ مسند کبھی ضعیف ہوتی

ہے اور کبھی جواب دیا جاتا ہے کہ دونوں مرسل و مسند دلیلیں ہیں کیونکہ مسند دلیل
براسہ اور مرسل دلیل براسہ ہے اور مرسل قوتہ باقی ہے اور دلیل دیگر بنتی ہے پس
خبران دونوں کے ساتھ اس خبر پر جو مسند فقط ترجیح پاتی ہے۔

خلاصہ جواب | اس جواب کا خلاصہ یہ ہے کہ ائمہ اربعہ متفق ہیں کہ مرسل
حدیث قابل حجت ہے لیکن غیر مقلدین قسم اٹھا رکھی ہے کہ وہ کسی کی نہیں مانیں گے
اپنی ماریں گے تو انہیں یاد ہوگا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے واضح الفاظ
میں فرمایا۔

مَنْ خَارَقَ الْجَمَاعَةَ مُبَشَّرٌ۔

جواب ۲۔ یہ بھی اصول حدیث کا مسلم قائل ہے۔

الْحَدِيثُ الْمَرْسَلُ الْمُعْتَصَدُ لِفَتْوَى الْعُلَمَاءِ
الْأَعْلَامِ مُقْلَدٌ عَلَى الْحَدِيثِ الْمُعْتَدِ الْخَالَفِ
عَنِ فَتْوَى الْأَجْمَاعِ۔

وہ حدیث مرسل جو علمائے اسلام کے فتاویٰ سے مؤید ہو وہ اس حدیث
سے مقدم ہے جسے فتاویٰ علماء کرام سے تائید حاصل نہیں۔ الحمد للہ فقہ
نے مسئلہ ہاتھ زیر ناف ہاتھ باندھنے کی احادیث صحیحہ اور فتاویٰ ائمہ از قرن
اول سے ثابت کر دکھلایا اور اصول حدیث کے قواعد و ضوابط کے ساتھ مسئلہ
مذکور کو موثق کیا۔ لیکن غیر مقلدین کے منشور کہ ساری فتاویٰ ایک طرف ہوتے
بھی یہ اپنی ضد نہ چھوڑیں گے (پر اگر کوئی مجبور ہے تو پھر جہاں وہ وہاں یہ۔

وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ

وَصَلَّى اللَّهُ عَلَى حَبِيبِهِ الْكَرِيمِ الْأَمِينِ وَعَلَى

آلِهِ وَاصْحَابِهِ أَجْمَعِينَ

الفقیہ القادری رحمہ اللہ ۱۰ مفرغہ ۱۴۲۸ھ بہاولپور پاکستان

